REGD No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ
الفضل
ربوہ

بروز سہ شنبہ
۱۳ صفر ۱۳۷۹ھ
فی پرچہ

جلد ۴۸/۱۳ | ۱۸ ظہور ۱۳۳۸ ہش | ۱۸ اگست ۱۹۵۹ء | نمبر ۱۹۴

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

کل دن بھر طبیعت اعصابی بے چینی کے باعث ناساز رہی۔ آج صبح طبیعت عام طور پر نسبتاً بہتر ہے

از محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ۔ ربوہ

ربوہ ۱۷ اگست بوقت سوا دس بجے صبح

کل دن بھر حضور کی طبیعت اعصابی بے چینی کے باعث کافی خراب رہی۔ رات نیند آ گئی۔ آج صبح طبیعت عام طور پر نسبتاً بہتر ہے۔

احباب جماعت التزام کے ساتھ حضور کی کامل شفایابی کے لئے دعاؤں میں لگے رہیں۔

خاکسار :۔ (ڈاکٹر) مرزا منور احمد

بوقت سوا دس بجے صبح ۔ ربوہ ۱۷ اگست ۱۹۵۹ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت یابی کیلئے

کراچی میں دعاؤں کی پُرزور تحریک

کراچی (بذریعہ تار) مکرم عبدالوہاب صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کراچی نے بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ :۔

"سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طویل علالت جماعت کراچی کے لئے سخت فکرمندی کا باعث ہے۔ مکرم امیر صاحب کراچی نے حضور ایدہ اللہ کی کامل و عاجل شفایابی اور درازیٔ عمر کے لئے جماعت میں دعا کی پُرزور تحریک کی ہے۔ اور احباب کو توجہ دلائی ہے کہ وہ دن اور رات اٹھتے اور بیٹھتے ہر آن نہایت درجہ درد والحاح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں لگے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمارے پیارے امام کے جملہ عوارض دور فرما کر حضور کو جلد کامل صحت عطا فرمائے۔ اور کام کرنے والی لمبی زندگی عطا کرے۔

جماعت میں دعاؤں کا سلسلہ جاری ہے۔ اور بطور صدقہ بکرے بھی ذبح کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کی متضرعانہ دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے حضور کو جلد کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین"

نمایاں کامیابی

یہ خبر مسرت سے سنی جائے گی۔ کہ امسال مکرم قریشی عبدالرشید صاحب وکیل المال تحریک جدید نے ادیب فاضل کے امتحان میں ۳۸۱ نمبر حاصل کر کے یونیورسٹی بھر میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو ہر لحاظ سے مبارک کرے۔ اور اسے مزید دینی و دنیوی ترقیات کا پیش خیمہ بنائے آمین

پریس اور تعلیمی کمیشن کی رپورٹیں

راولپنڈی ۱۶ اگست۔ وزیر تعلیم مسٹر حبیب الرحمٰن نے کل یہاں انکشاف کیا کہ تعلیمی کمیشن ۲۱ اگست کو اپنی رپورٹ صدر کی خدمت میں پیش کرے گا۔ اور پریس کمیشن کی رپورٹ لازمی طور پر ۱۹ اگست کو کابینہ کے اجلاس میں زیر غور آئے گی۔

جامعہ نصرت فار ویمن ربوہ میں داخلہ

جامعہ نصرت ربوہ میں تھرڈ ایر آرٹس کا داخلہ یکم ستمبر ۱۹۵۹ء سے شروع ہوگا اور دس روز تک جاری رہے گا۔ داخلہ کے لئے درخواستیں مجوزہ فارم پر معہ کیریکٹر و پروویژنل سرٹیفکیٹ دفتر ہذا میں ۳۰ اگست ۱۹۵۹ء تک پہنچنی ضروری ہیں۔

جامعہ نصرت برائے خواتین میں پردے کا نہایت اعلیٰ انتظام ہے۔ تقریباً تمام سٹاف لیڈیز لیکچررز پر مشتمل ہے۔ طالبات اسلامی ماحول میں تعلیم حاصل کرتی ہیں۔ کالج کے نتائج بفضل ایزدی نہایت شاندار رہتے ہیں۔ گزشتہ سال ایف اے میں چھ اور بی اے میں دو طالبات نے وظائف حاصل کئے۔

جامعہ نصرت ہوسٹل کالج کے کمپاؤنڈ میں واقع ہے۔ بورڈرز کی تعلیم و تربیت اور اخلاق کی نگرانی کے لئے سپرنٹنڈنٹ صاحبہ و لیکچررز مقرر ہیں۔ ان کے آرام و آسائش کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ امید ہے احباب جماعت دینی ماحول کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی بچیوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں جامعہ نصرت میں داخل کروائیں گے۔

(پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ)

چالیس انڈونیشی فوجی افسروں کی برطرفی

لنڈن ۱۶ اگست۔ انڈونیشیا کی سرکاری خبر ایجنسی "انتارا" اس اطلاع کی ذمہ دار ہے کہ انڈونیشی وزارت دفاع نے چالیس فوجی افسروں کو فوجی نظم و ضبط برگاڑ ڈالنے کے الزام میں برطرف کر دیا ہے۔ گزشتہ فروری سے اس وقت تک انڈونیشی فوج کے ۱۴۲ افسروں کو اس الزام میں برطرف کیا جا چکا ہے۔

دریائے کابل میں طغیانی

لاہور ۱۶ اگست۔ افغانستان میں شدید بارش ہونے کی وجہ سے دریائے کابل میں شدید طغیانی آ گئی ہے۔ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ ورسک کے مقام پر دریا کا اخراج کتنا ہے۔

کومنتانگ کی فوج کے لئے میزائل

تائپیہ ۱۶ اگست۔ نیشنلسٹ چین کے سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ کل صبح ایک خاص تقریب میں امریکہ کی طرف سے کومنتانگ فوج کے لئے میزائل بم پہنچا دیئے گئے جن کے ذریعہ ایٹمی ہتھیاروں کے علاوہ مروجہ ہتھیار بھی پھینکے جا سکتے ہیں۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ ان میزائیلوں کی تعداد کتنی ہے۔

ایڈیٹر :۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ — مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۵۹ء

غلط اعتراضات

ماہنامہ "الفرقان" ربوہ میں ایک مضمون میں دو اقتباسات نقل کئے گئے ہیں۔ جن کو ہم یہاں من وعن درج کرتے ہیں

"سردار دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر اخبار ریاست دہلی لکھتے ہیں:۔
"کوئی کتاب بھی نہیں جس میں دوسرے مذاہب کی مخالفت نہ کی گئی ہو۔ مثلاً گرو گرنتھ صاحب میں جنیو اشرادھوں اور بتوں کی مذمت کی گئی ہے۔ اور قرآن میں مرتد کو سنگسار کر دینے کی تلقین موجود ہے۔ جو اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا مذہب اختیار کرے"۔
(ریاست ۶ جولائی ۱۹۵۹ء)

رسالہ "مسیحی خادم" گوجرانوالہ لکھتا ہے
"آپ نے بڑے زور سے دعویٰ کیا کہ بنی نوع انسان آدم کے سبب موروثی گناہ کے غلام نہیں اور سب بچے پیدائشی طور پر معصوم بے گناہ ہوتے ہیں۔ پھر عرب کے لوگوں کو بزور بازو شمشیر۔ توحید الٰہی پر ایمان لانے کے لئے کیوں مجبور کیا گیا"
(اگست ۱۹۵۹ء صفحہ ۵)

یہ اقتباسات نقل کر کے فاضل مدیر الفرقان نے اسلام کی صحیح تعلیم پیش کی ہے۔ اور لکھا ہے:۔

"دونوں اقتباسات میں غیر مسلموں کی طرف سے قرآن مجید اور اسلام پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اسلام میں جبر ہے اور قرآن مجید مرتد ہونے والے کو سنگسار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ تو اخبار "ریاست" کا الزام غلط فہمی پر مبنی ہے۔ مگر "مسیحی خادم" کا اعتراض بدنیتی کا نتیجہ ہے"۔

ہمارا خیال ہے۔ کہ ان دونوں اقتباسات میں جو کچھ کہا گیا ہے غلط فہمی کی وجہ سے کہا گیا ہے۔ یہ درست ہے کہ بعض غیر مسلم مذہبی لوگوں نے ایسے اعتراضات بدنیتی سے بھی کئے ہیں لیکن حقیقی وجہ بہر حال غلط فہمی ہی ہوتی ہے۔ اس لئے بجائے اس کے کہ ہم ان غیر مسلموں پر اعتراض کریں۔ ہمیں چاہیے کہ یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں۔ کہ انہیں یہ غلط فہمی کیوں ہوئی ہے۔ اور کیا وجہ ہے کہ بعض ان میں سے اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے لئے ان باتوں کو بدنیتی سے استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ جیسا کہ فاضل مدیر فرقان نے مختصراً اس امر پر روشنی ڈالی ہے۔ ان دونوں اقتباسات میں اسلام کے متعلق جو جبر کا الزام لگایا گیا ہے۔ وہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہی نہیں، بلکہ متضاد ہے۔ کیونکہ اسلام کی ام الکتاب قرآن مجید میں جیسا کہ فاضل مدیر نے لکھا ہے۔

"... صاف اور غیر مبہم الفاظ میں اعلان کرتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی کہ دین کے بارے میں کسی قسم کا جبر روا نہیں۔ اور اس کی ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ صداقت اپنے دلائل کے ساتھ روشن ہو چکی ہے۔ اور گمراہی کی حقیقت بھی سب پر عیاں ہے"۔

محولہ بالا اقتباسات سے جو ابھی حال ہی کی پیداوار ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ ابھی تک غیر مسلموں کے دلوں پر یہ خیال جاگزین چلا آتا ہے کہ اسلام ایک جابر دین ہے۔ اس کی اشاعت دلائل سے نہیں۔ بلکہ تلوار کی مرہون ہے۔ یہ ایک بہت بڑا اتہام ہے۔ جو آخر کار اسلامی تعلیمات پر جا کر پڑتا ہے۔ اس لئے ان لوگوں کا جو قرآن مجید میں رواداری کے سوا کوئی تعلیم نہیں سمجھتے۔ یہ فرض ہے کہ وہ اس بات کی کنہ دریافت کریں۔ کہ غیر مسلموں کو جو غلط فہمی لگتی ہے۔ یا بدنیت معاندین اسلام اسلام کے خلاف جبر کا جو پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ ان کو یہ موقعہ کس طرح حاصل ہوتا ہے۔

سیدھی سی بات ہے کہ جس دین کا خدا رحمۃ للعالمین اور رب العالمین ہے جس دین کا رسول رحمۃ للعالمین اور علیٰ خلق عظیم ہے۔ اور جس دین کی کتاب رحمۃ للعالمین ہے۔ کیا اس دین کی یہ تعلیم ہو سکتی ہے۔ کہ جو شخص اسلام کو ترک کرے۔ محض اس کے ترک کرنے کی وجہ سے اس کو قتل کرنا۔ یا لوگوں کو بزور شمشیر توحید الٰہی پر ایمان لانے کے لئے مجبور کرنا جائز ہے۔

ایک معمولی عقل کا انسان بھی جس کو گفتگو کے توازن اور ربط کا ذرا سا احساس ہو وہ بھی یہ غلط نتیجہ کبھی نہیں نکال سکتا۔ کہ قرآن مجید مرتد کو سنگسار کر دینے کی بھی تلقین کرتا ہے۔ اور یہ کہ تلوار کے زور سے عربوں کو مسلمان بنایا گیا تھا۔ پھر ایسا خیال کرنا کتنی کم عقلی کی بات ہے۔ کہ عربوں کو تلوار سے مجبور کیا گیا تھا۔ کیونکہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عربوں کو مجبور کرنے والے کہاں سے بلائے گئے تھے۔ کیا ایسے لوگ ہندوستان یا روم سے منگوائے گئے تھے۔ جنہوں نے عربوں کو مار مار کر توحید پر قائم کیا تھا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی آواز اٹھائی وہ "تنہا" تھے۔ ان کے پاس نہ کوئی فوج تھی۔ اور نہ کوئی فوجی ساز و سامان تھا۔ محض ایک بے یار و مددگار انسان تھا جس نے کلمۃ الحق کی آواز بلند کی تھی۔ اور شروع میں ایک عورت ایک گیارہ سال کا بچہ اور ایک دوست نے آپ کو قبول کیا تھا۔ اگر آپ کے سمیت چار افراد شمار کر لئے جائیں۔ تو بتائیے یہ چار افراد کیا تلوار چلا سکتے تھے کہ جس نے بڑے بڑے عرب سرداروں کے جسموں ہی کو نہیں بلکہ دلوں کو بھی فتح کر لیا۔ حالانکہ کئی سال کی محنت کا حاصل صرف چند غلام اور چند کمزور عرب تھے جنہوں نے اسلام اختیار کیا تھا۔

(باقی)

اُس دیس کی آوازیں

راحت سے بہت دور بہت غم سے پرے ہے
منزل مری فردوس و جہنم سے پرے ہے

ہے یاد دیں میری مرا اک ایسا وطن بھی
جو دام طلسمات دو عالم سے پرے ہے

مستی ہے مگر جانیے مستی ہے کہاں کی
ساقی کی نظر میکدۂ جم سے پرے ہے

اک دیس سے آتی ہے مرے کان میں آواز
جو حدِّ نگاہِ بنی آدم سے پرے ہے

کچھ بھی نہیں شبنم ہو کہ گوہر کہ ستارہ
جو قطرہ مرے دیدۂ پُرنم سے پرے ہے

تنویر کو نزدیک سے دیکھا ہے بہت شیخ
لیکن وہ بہت دور بہت ہم سے پرے ہے

سوز ہے دل کہ ساز ہے مت پوچھ
یہ محبت کا راز ہے مت پوچھ

نوحۂ دلنواز میں میرے
کون نغمہ طراز ہے مت پوچھ

میرے مرثیۂ دمادم میں
کس کی آوازِ ناز ہے مت پوچھ

دم میں جب تک کہ دم ہے چلتا جا
کتنی منزل دراز ہے مت پوچھ

رقص میں کہکشاں ہے کیوں تنویرؔ
کیوں قمر برق تاز ہے مت پوچھ

جماعتِ احمدیہ میں نظامِ وصیت کا قیام

وصیت کی اہمیت، ضروری شرائط اور اس کے اغراض و مقاصد

(رقم فرمودہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(۳)

عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے وفات دے دی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کی عبارت اور صریح آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم اس پر شاہد ہے۔ جس کے معنے آیات متعلقہ کے ساتھ یہ ہیں کہ خدا قیامت کو عیسیٰؑ سے پوچھے گا کہ کیا تو نے ہی اپنی امت کو یہ تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کر کے مانو؟ تو وہ جواب دیں گے۔ کہ جب تک میں ان میں تھا تو ان پر شاہد تھا۔ اور ان کا نگہبان تھا۔ اور جب مجھے تو نے وفات دے دی تو پھر مجھے کیا علم تھا۔ کہ میرے بعد وہ کس ضلالت میں مبتلا ہوئے۔

اب اگر کوئی چاہے۔ تو آیت فلما توفیتنی کے یہ معنے کرے کہ جب تو نے مجھے وفات دیدی۔ اور چاہے تو اپنی حق کی ضد سے باز نہ آکر یہ معنی کرے کہ جب تو نے مع جسم عنصری مجھے آسمان پر اٹھا لیا بہرحال اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰؑ دوبارہ دنیا میں نہیں آئینگے کیونکہ اگر وہ قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں آئے ہوتے اور صلیب توڑی ہوتی تو اس صورت میں ممکن نہیں کہ عیسےٰؑ جو خدا کا نبی تھا۔ ایسا صریح جھوٹ خدا تعالےٰ کے رُوبرُو قیامت کے دن بولے گا۔ کہ مجھے کچھ بھی خبر نہیں کہ میرے بعد میری امت نے فاسد عقیدہ اختیار کیا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا قرار دے دیا۔ کیا وہ شخص جو دوبارہ دنیا میں آوے۔ اور چالیس برس دنیا میں رہے! اور عیسائیوں سے لڑائیاں کرے وہ نبی کہلا کر ایسا مکروہ جھوٹ بول سکتا ہے کہ مجھے کچھ بھی خبر نہیں پس جبکہ یہ آیت حضرت عیسیٰؑ کو دوبارہ آنے سے روکتی ہے۔ ورنہ وہ دروغگو ٹھہرتے ہیں۔ تو اگر وہ مع جسم عنصری آسمان پر ہیں اور بموجب تصریح اس آیت کے قیامت کے دن تک زمین پر نہیں اتریں گے۔ تو کیا وہ آسمان پر ہی مریں گے۔ اور آسمان میں ہی ان کی قبر ہوگی؟ لیکن آسمان پر مرنا آیت فیھا تموتون کے برخلاف ہے پس اس سے تو یہی ثابت ہوا۔ کہ وہ آسمان پر مع جسم عنصری نہیں گئے۔ بلکہ مر کر گئے اور جس حالت میں کتاب اللہ نے کمال تصریح

سے یہ فیصلہ کر دیا تو پھر کتاب اللہ کی مخالفت کرنا اگر معصیت نہیں تو اور کیا ہے؟

اگر میں نہ آیا ہوتا تو محض اجتہادی غلطی قابل عفو تھی۔ لیکن جب میں خدا کی طرف سے آ گیا! اور صریح اور سچے معنے قرآن شریف کے کھل گئے۔ تو پھر بھی غلطی کو نہ چھوڑنا ایمانداری کا شیوہ نہیں میرے لئے خدا کے نشان آسمان پر بھی ظاہر ہوئے اور زمین پر بھی۔ اور صدی کا بھی قریباً چوتھا حصہ گذر گیا، اور ہزارہا نشان ظہور میں آ گئے۔ اور دنیا کی عمر سے ساتواں ہزار شروع ہو گیا۔ تو پھر اب بھی حق کو قبول نہ کرنا یہ کس قسم کی سخت دلی ہے؟

دیکھو! میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ خدا کے نشان ابھی ختم نہیں ہوئے۔ اس پہلے زلزلہ کے نشان کے بعد جو ۴ اپریل ۱۹۰۵ء میں ظہور میں آیا۔ جس کی ایک مدت پہلے خبر دی گئی تھی۔ پھر خدا نے مجھے خبر دی کہ بہار کے زمانہ میں ایک اور سخت زلزلہ آنے والا ہے۔ وہ بہار کے دن ہونگے نہ معلوم کہ وہ ابتداء بہار کا ہوگا جبکہ درختوں میں پتا نکلتا ہے یا درمیان اس کا یا اخیر کے دن۔ جیسا کہ الفاظ وحی الٰہی یہ ہیں۔

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

چونکہ پہلا زلزلہ بھی بہار کے ایام میں تھا اس لئے خدا نے خبر دی کہ وہ دوسرا زلزلہ بھی بہار میں ہی آئے گا۔ اور چونکہ آخر جنوری میں بعض درختوں کا پتا نکلنا شروع ہو جاتا ہے اس لئے اسی مہینہ سے خوف کے دن شروع ہوں گے۔ اور غالباً مئی کے اخیر تک وہ دن رہیں گے۔*

* مجھے معلوم نہیں کہ بہار کے دنوں سے مراد یہی بہار کے دن ہیں۔ یا کسی جاڑے کے گذرنے کے بعد آنے والے ہیں۔ یا کسی اور وقت پر اس پیشگوئی کا ظہور موقوف ہے جو بہار کا وقت ہوگا۔ بہرحال خدا تعالیٰ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہار کے دن ہوں گے خواہ کوئی بہار ہو مگر خدا ایک ایسے شخص کی طرح آئے گا جو رات کو پوشیدہ طور پر آتا ہے۔ یہی خدا نے مجھے فرمایا ہے۔ منہ

اور خدا نے فرمایا زلزلۃ الساعۃ یعنی وہ زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا۔ اور فرمایا لک نری آیاتٍ و نھدم ما یعمرون* یعنی تیرے لئے ہم نشان دکھلائیں گے، اور جو عمارتیں بناتے جائیںگے ہم ان کو گراتے جائیں گے۔ اور پھر فرمایا

بھونچال آیا اور شدت سے آیا زمین تہ و بالا کر دی۔ یعنی ایک سخت زلزلہ آئے گا۔ اور زمین کو یعنی زمین کے بعض حصوں کو زیر و زبر کر دیگا جیسا کہ لوطؑ کے زمانہ میں ہوا۔ اور پھر فرمایا انی مع الافواج اتیک بغتۃً یعنی میں پوشیدہ طور پر فوجوں کیساتھ آؤں گا۔ اس دن کی کسی کو بھی خبر نہیں ہوگی جیسا کہ لوطؑ کی بستی جب تک زیر و زبر نہیں کی گئی۔ کسی کو خبر نہ تھی۔ اور سب کھاتے پیتے اور عیش کرتے تھے، کہ ناگہانی طور پر زمین الٹا دی گئی۔ پس خدا فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ گناہ حد سے بڑھ گیا۔ اور انسان حد سے زیادہ دنیا سے پیار کر رہے ہیں۔ اور خدا کی راہ تحقیر کی نظر سے دیکھی جاتی ہے اور پھر فرمایا زندگیوں کا خاتمہ اور پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ قال ربک انہ نازل من السماء ما یرضیک رحمۃ منا وکان امرا مقضیاً یعنی تیرا رب کہتا ہے کہ ایک امر آسمان سے اترے گا۔ جس سے تو خوش ہو جائے گا یہ ہماری طرف سے رحمت ہے اور یہ فیصلہ شدہ بات ہے۔ جو ابتداء سے مقدر تھی۔ اور ضرور ہے کہ آسمان اس امر کے نازل کرنے سے رکا رہے جبتک کہ یہ پیشگوئی قوموں میں شائع ہو جائے۔ کون ہے جو ہماری باتوں پر ایمان لاوے بجز اس کے کہ خوش قسمت ہو۔

یاد رہے کہ یہ اعلان تشویش کے پھیلانے کے لئے نہیں بلکہ آئندہ تشویش کی پیش بندی کے لئے ہے۔ تا کوئی بے خبری میں ہلاک نہ ہو۔ ہر ایک امر نیت سے وابستہ ہے

* ایک خدا کی وحی اس بارہ میں یہ بھی ہے تیرے لئے میرا نام چمکا۔ منہ

پس ہماری نیت دکھ دینے کی نہیں۔ بلکہ دکھ سے بچانے کی نیت ہے، وہ لوگ جو توبہ کرتے ہیں خدا کے عذاب سے بچائے جائیں گے۔ مگر وہ بدقسمت جو توبہ نہیں کرتا اور ٹھٹھے کی مجلسوں کو نہیں چھوڑتا اور بدکاری اور گناہ سے باز نہیں آتا۔ اس کی ہلاکت کے دن نزدیک ہیں۔ کیونکہ اس کی شوخی خدا کی نظر میں قابلِ غضب ہے۔

اس جگہ ایک امر اور قابلِ تذکرہ ہے کہ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ خدا نے مجھے میری وفات سے اطلاع دی ہے اور مجھے مخاطب کر کے میری زندگی کی نسبت فرمایا کہ **بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں** اور فرمایا کہ **تمام حوادث اور عجائباتِ قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔** یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ضرور ہے کہ میری وفات سے پہلے دنیا پر کچھ حوادث پڑیں۔ اور کچھ عجائبات قدرت ظاہر ہوں تا دنیا ایک انقلاب کے لئے تیار ہو جائے۔ اور اس انقلاب کے بعد میری وفات ہو۔ اور مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھائی گئی۔ کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی۔ اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے، اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی۔ اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا۔ کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں، جو بہشتی ہیں۔ تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کے لئے ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے۔ لیکن چونکہ موقعہ کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں۔ اس لئے یہ غرض مدت دراز تک معرضِ التواء میں رہی۔ اب اخویم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جبکہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے۔ اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کے لئے تجویز کی۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا۔ اور

دنیا کی محبت چھوڑ دی۔ اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یارب العالمین۔

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقعہ تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یارب العالمین۔

پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور و رحیم! تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں۔ اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی* اپنے اندر نہیں رکھتے۔ اور جیسا کہ حق ایمان اور طاعت کا ہے۔ بجا لاتے ہیں۔ اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلّی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یارب العالمین۔

اور چونکہ اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا۔ انزل فیھا کل رحمۃ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں۔ اس لئے خدا نے میرا دل اپنی وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسے شرائط لگا دیئے جائیں۔ کہ وہی لوگ اس میں داخل ہو سکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں سو وہ تین شرطیں ہیں اور سب کو بجا لانا ہوگا۔

۱۔ اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے لیکن اس احاطہ کی تکمیل کے لئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی جس کی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی۔ اور اس کے خوشنما کرنے کے لئے کچھ درخت لگائے جائیں گے۔ اور ایک کنواں لگایا جائیگا اور اس قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھہرا رہتا ہے جو گذرگاہ ہے اس لئے وہاں ایک پل تیار کیا جائے گا۔ اور ان متفرق مصارف کے لئے دو ہزار روپیہ درکار ہوگا۔ سو کل یہ تین ہزار روپیہ ہوا۔ جو اس تمام کام کی تکمیل کے لئے خرچ ہوگا۔ سو پہلی شرط یہ ہے کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے۔ اور یہ چندہ محض انہی لوگوں سے طلب کیا گیا ہے نہ دوسروں سے۔ بالفعل یہ چندہ اخویم مکرم مولوی نورالدین صاحب کے پاس آنا چاہیئے لیکن اگر خدا تعالےٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کی موت کے بعد بھی جاری رہے گا۔ اس صورت میں ایک انجمن چاہیئے کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہیگا اعلائے کلمۂ اسلام اور اشاعت توحید میں جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں۔

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک صادق کامل الایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے۔ لیکن اس سے کم نہیں ہوگا۔ اور یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسب ہدایت مذکورہ بالا خرچ کریں گے اور خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس سلسلہ کو ترقی دے گا۔ اس لئے امید کی جاتی ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے ایسے مال بھی بہت اکٹھے ہو جائیں گے اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے اور جب ایک گروہ جو متکفل اس کام کا ہے فوت ہو جائے گا تو وہ لوگ جو ان کے جانشین ہوں گے ان کا بھی یہی فرض ہوگا کہ ان تمام خدمات کو حسب ہدایت سلسلہ احمدیہ بجا لائیں۔ ان اموال میں سے ان یتیموں اور مسکینوں اور نومسلموں کا بھی حق ہوگا جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے۔ اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں۔ اور جائز ہوگا کہ ان اموال کو بطور تجارت ترقی دی جائے۔

یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دور از قیاس باتیں ہیں بلکہ یہ اس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے۔ مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیونکر ہوں گے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کئے جائیں وہ کثرت مال کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھائیں اور دنیا سے پیار نہ کریں۔ سو میں دعا کرتا ہوں کہ ایسے امین ہمیشہ اس سلسلہ کو ہاتھ آتے رہیں جو خدا کے لئے کام کریں۔ ہاں جائز ہوگا کہ جن کا کچھ گذارہ نہ ہو ان کو بطور مدد خرچ اس میں سے دیا جائے۔

۳۔ تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو۔ اور محرمات سے پرہیز کرتا ہو اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو۔

۴۔ ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا۔ اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے۔ (باقی)

---

* بدظنی ایک سخت بلا ہے جو ایمان کو ایسی جلدی جلا دیتی ہے۔ جیسا کہ آتش سوزاں خس و خاشاک کو اور وہ جو خدا کے مرسلوں پر بدظنی کرتا ہے خدا اس کا خود دشمن ہو جاتا ہے اور اس کی جنگ کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور وہ اپنے برگزیدوں کے لئے اس قدر غیرت رکھتا ہے۔ جو کسی میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ میرے پر جب طرح طرح کے حملے ہوئے تو وہی خدا کی غیرت میرے لئے برافروختہ ہوئی جیسا کہ اس نے فرمایا۔ انی مع الرسول اقوم والوم من یلوم واعطیک ما یدوم۔ لک درجۃ فی السماء وفی الذین ھم یبصرون ولک نری اٰیٰت ونھدم ما یعمرون وقالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا قال انی اعلم ما لا تعلمون۔ انی مھین من اراد اھانتک۔ لا تخف انی لا یخاف لدیّ المرسلون۔ اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ بشارۃ تلقاھا النبیون۔ یا احمدی انت مرادی ومعی۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی وانت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق۔ وانت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی۔ اذا غضبتَ غضبتُ وکلما احببتَ احببتُ۔ اٰثرک اللہ علی کل شیء۔ الحمد للہ الذی جعلک المسیح ابن مریم۔ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون۔ وکان وعدًا مفعولًا۔ یعصمک اللہ من العدا ویسطوا بکل من سطا۔ ذٰلک بما عصوا وکانوا یعتدون۔ الیس اللہ بکاف عبدہ۔ یجبال اوّبی معہ والطیر۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی وھم من بعد غلبھم سیغلبون۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ ان الذین اٰمنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم۔ سلامٌ قولًا من رب رحیم۔ وامتازوا الیوم ایھا المجرمون۔

منہ

چندہ سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ

مجلس انصاراللہ کا سالانہ اجتماع ۳۱ اکتوبر اور یکم نومبر ۱۹۵۹ء کو جماعت احمدیہ کے مرکز پاکستان ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ اس موقع پر بدستور سابق انشاءاللہ ملک کے ہر حصہ سے اراکین تشریف لائیں گے جن کے قیام و طعام اور جلسہ کے جملہ انتظامات مجلس مرکزیہ کے سپرد ہوتے ہیں۔ یہ اخراجات مرکزی کے فیصلہ کے مطابق "چندہ سالانہ اجتماع" سے پورے کرنے ہوتے ہیں۔ چندہ جلسہ سالانہ کی شرح صرف بارہ آنے سالانہ ہے۔ اور یہ اتنی قلیل شرح ہے کہ اس چندہ کو غریب سے غریب بھی بشرح صدر ادا کر سکتا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اجتماع سے پہلے اس چندہ کی وصولی سو فیصدی پوری ہو جائے۔ تاکہ اس میں سے سالانہ اجتماع کے اخراجات پورے ہو سکیں اور دوسرے چندہ جات پر اس خرچ کا بار نہ پڑے۔

عہدہ داران انصاراللہ سے درخواست ہے کہ مہربانی فرما کر تمام اراکین سے باشرح یہ چندہ وصول کر کے آخر ستمبر تک ضرور مرکز میں بھجوا دیں۔ تاکہ انتظامات میں سہولت رہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(قائد مال انصاراللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

درخواست دعا:۔ میری لڑکی عزیزہ نزہت جہاں بیگم بیمار ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اسے صحت بخشے آمین۔ (ملک محمد فقیراللہ ڈپٹی انسپکٹر آف سکولز (ریٹائرڈ) محلہ دارالرحمت ربوہ)

پاکستان میں صنعتی ترقی کی ایک جھلک

"جب تک ہم خود اپنے بازوؤں کا زور صرف نہ کریں خوشحالی کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو گا"

صنعتی ترقی بارہ سال سے زیادہ ہوئے کہ پاکستان معرض وجود میں آیا اور ہم آزادی کے مزے لینے لگے۔ یہ آزادی ہماری اقتصادی ترقی کی پیامبر تھی۔ پاکستان کی بنجر زمین میں صنعتی ترقی کی ابتداء پوچھئے تو آزادی کے ساتھ ہی ہوئی۔ کیونکہ پاکستان کے ورثہ میں تو زرعی معیشت ملی تھی۔ جو صنعتیں یہاں تھیں وہ برائے نام تھیں۔ اس لئے صنعتوں کو مستحکم بنانے کا سوال نہیں بلکہ ان کی ابتداء کرنے کا سوال درپیش تھا۔

مقصد موجودہ حکومت آج کی مشکلات اور کل کی دعوت مقابلہ سے اچھی طرح باخبر ہے وہ سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت صنعتی ترقی اور اس کا استحکام چاہتی ہے۔ موجودہ حکومت صنعتی شعبہ ہی میں ترقی کرنے پر زور دیتی ہے جیسا کہ صدر جنرل محمد ایوب خاں نے کہا ہے "ہم زیادہ سے زیادہ مال پیدا کرنے کی ضروریات کی تکمیل کے لئے۔ ہم عوام کا معیار زندگی بلند کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ افلاس۔ امراض اور جہالت ہمارے معاشرہ سے دور ہو جائیں مختصر یہ کہ اصل مسئلہ صدیوں کے خلا کو حقیقت پسندانہ طریقہ پر اپنے ہی وسائل سے جلد از جلد پُر کرنا ہے۔

کوئی طلسم نہیں یہ بھاری مسئلہ ہے۔ کہانیوں میں تو ایسے مسائل علاء الدین کے چراغ یا جنوں اور پریوں کے ذریعہ حل ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہمیں تو اقوام کے تجربہ سے ظاہر ہوا کہ ایسے طلسم بے اثر ہوتے ہیں یا کم سے کم قومی تعمیر کے لئے ان کا کوئی وجود نہیں۔ جہاں تک خوشحالی کا تعلق ہے۔ ایسا کوئی راستہ نہیں جو جلد ہی منزل تک پہنچا دے۔ جناب صدر نے کہا ہے۔ "سوا اس کے کہ جو شخص بھی جس شعبہ زندگی میں کام کرتا ہے۔ پوری پوری محنت سے کام کرے" انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ جو لوگ ملک کا بھلا چاہتے ہیں۔ اور جو لوگ کبھی کبھی زیر لب شاکی ہوتے ہیں انہیں اپنے دل سے پوچھنا چاہیئے کہ آیا وہ اس اہم ضرورت کو پورا کر رہے ہیں" اس کے علاوہ اور بھی مجبوریاں اور مسائل ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ فوجیں اپنے پیٹوں پر رینگتی ہیں اور قومی معیشت غیر ملکی زر مبادلہ کے بل پر پھلتی پھولتی ہے۔ پاکستان جیسے کم ترقی یافتہ ملک میں . . . . . وہ وقت کبھی نہیں آتا جب کہ اسے لوگوں کے خالی پیٹ نہ بھرنا پڑتے ہوں۔

لیکن ان کے پاس آئے دن بڑھنے والے بھوکوں کا پیٹ بھرنے اور ساتھ ہی بڑھنے والی معیشت کا ساتھ دینے کے لئے غیر ملکی زرمبادلہ نہیں ہوتا۔ اس لئے پاکستان کی صنعتی ترقی کا بالآخر انحصار اس غیر ملکی زرمبادلہ پر ہے۔ قوموں کو بھی افراد کی طرح اپنے پیر اپنی چادر سے باہر نہ نکالنے چاہئیں۔ اس لئے موجودہ حکومت اس امر کا تہیہ کر چکی ہے کہ وہ نہ صرف اپنے پیر چادر کے اندر ہی رکھے گی۔ بلکہ اپنے ذرائع اور وسائل کو زیادہ سے زیادہ بڑھائے گی۔ وہ چاہتی ہے کہ صنعتی ترقی جتنی زیادہ ہو اتنا ہی بہتر ہے۔ لیکن اس کے ساتھ وہ یہ بھی چاہتی ہے کہ ترقی معقول۔ متوازن اور مستحکم ہو۔ موجودہ حکومت کی صنعتی پالیسی کا لب لباب یہی ہے

موجودہ صورتِ حال

آج پاکستان جن صنعتوں میں خود کفیل ہے وہ کپڑا۔ پٹ سن۔ اونی سامان۔ بوزری۔ جوتے۔ سگریٹ۔ دیا سلائی صابن۔ رنگ۔ بناسپتی گھی۔ کاغذ۔ سیمنٹ اور شکر ہیں اس وقت ملک میں رجسٹرڈ شدہ صنعتوں کی تعداد ۵۰۰، ۷ ہے جو ہر سال ۳ ارب روپے کا مال تیار کرتی ہیں۔ کپڑے کی حد تک تو ہماری ضرورت سے فاضل مال تیار ہوتا ہے جو برآمد کیا جاتا ہے

یہ صنعت برآمدی مارکیٹوں میں دوسرے ملکوں کے مال سے سابقت کرتی ہے اور غیر ملکی زرمبادلہ ملک کے لئے پیدا کرتی ہے۔ جس کی بے حد ضرورت ہے

ترقی بلالحاظ توجیہات

صنعتی ترقی میں ہم منصوبہ بندی اور توجیہات کا خیال رکھے بغیر آگے بڑھتے چلے گئے ہیں۔ جیسا کہ جنرل ایوب خاں نے کہا ہے "گو ملک کے صنعتی ہو جانے سے ہماری قومی معیشت پر بہت اچھا اثر پڑا ہے۔ لیکن عجلت اور تیز رفتاری کے سبب سے کچھ خامیاں رہ گئی ہیں۔" انقلاب کے بعد نئی حکومت نے محسوس کیا کہ اپنے کارخانوں میں زیادہ پیداوار کی صلاحیت تو موجود ہے۔ لیکن ان کی صلاحیت کے مطابق خام مال فراہم نہیں کیا جا سکتا۔ تلخ حقیقت تو یہ ہے کہ پاکستان غیر ملکی زرمبادلہ کچھ نہیں کماتا تھا۔ لیکن اس کے مصارف اور ذمہ داریاں آئے دن بڑھتی جا رہی تھیں۔ جب وسائل ایک حد تک رک جائیں تو بڑھتی ہوئی معیشت کو برقرار رکھنا مشکل ہو جاتا ہے

خام مال کی برآمد سے پاکستان کی سالانہ غیر ملکی زرمبادلہ کی آمدنی ۱۵۰ تا ۱۷۰ کروڑ تھی جو زرعی اشیاء کی صورت میں برآمد ہوتا تھا اور جس کی قیمت بین الاقوامی مارکیٹوں میں بڑھتی گھٹتی رہتی تھی۔ اس آمدنی میں اضافہ تو نہیں ہوتا تھا بلکہ کبھی کبھی گھٹ جاتی تھی دوسری طرف درآمد کئے ہوئے خام مال۔ فاضل پرزے اور دیگر ضروریات زندگی کا مطالبہ بڑھتا جا رہا تھا۔ یہی نہیں بلکہ غیر ملکی زرمبادلہ کو ناگزیر دفاعی ضروریات پیٹرول۔ ایندھن۔ غلہ۔ ادویہ۔ ریلوے۔ ہوائی سروس اور روڈ ٹرانسپورٹ پر صرف کرنا پڑتا تھا۔ اس صورت حال کا آخر کیونکر مقابلہ کیا جائے۔

صدر پاکستان نے اس مسئلہ کو پیش کرتے ہوئے کہا "میں اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں کہ ہم صنعتی ترقی کا کوئی پروگرام۔ غیر ملکی زرمبادلہ کی ایسی آمدنی پر نہیں بنا سکتے جس میں اضافہ نہ ہوتا ہو۔ یہ آمدنی زیادہ تر صرف پٹ سن۔ روئی۔ اون۔ چائے اور چمڑہ اور کھالوں کی برآمد سے ہوتی ہے اس طرح ہمیں صرف خام مال کی برآمد ہی پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ تیار شدہ مال جتنا زیادہ برآمد کیا جا سکے۔ کیا جانا چاہیئے ورنہ ہمیں دوسروں ہی کے رحم و کرم پر رہنا پڑے گا۔ صدر نے یہ بھی کہا تھا کہ "میری حکومت محسوس کرتی ہے کہ بالآخر صنعتوں کو۔ کمائی کی بنیاد ہی پر چلایا جا سکے گا۔" ورنہ پھر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھنا ہو گا۔ اس کا ایک ہی حل ہے۔ اور وہ یہ کہ جب بھی ممکن ہو۔ غیر ملکی زرمبادلہ کو بچانا اور خام کے علاوہ دیگر ذرائع سے غیر ملکی زرمبادلہ حاصل کرنا ہے۔" اس پالیسی کے بموجب وزیر صنعت مسٹر ابوالقاسم خاں نے صنعتی ترقی کی کانفرنس میں کہا تھا۔

"ہمیں زرعی پیداوار بڑھا کر غذا کی درآمد میں کمی کرنی چاہیئے۔ زرعی اصلاحات۔ بنجر زمینوں کو قابل کاشت بنانے اور وسائل بڑھانے کا نتیجہ خاطر خواہ نکل سکے گا لیکن اگر ہم نے اپنے ملک میں تیار ہونے والی اشیاء کی پیداوار کو تیز کر دیا۔ تو اس کی وجہ سے جلد سے جلد غیر ملکی زرمبادلہ حاصل ہو سکے گا۔ حکومت نے کنندوں کو متعدد رعایات دی ہیں۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ بعض اہم صنعتیں جیسے پٹ سن اور روئی کی صنعتیں فاضل پرزوں کی ضروریات اپنے کمائے ہوئے بونس سے پوری کریں گی۔

قلیل المدت منصوبہ حکومت نے ایک قلیل المدت منصوبہ کا اعلان کیا ہے۔ جس پر ۳۰ کروڑ روپے صرف ہو گا۔ ۱۸ کروڑ تو موجودہ صنعتی یونٹوں کو متوازن کرنے پر اور ۱۲ کروڑ روپے نئے صنعتوں کے قیام میں۔ نئی صنعتوں میں۔ دوائیں کیمیاوی اشیاء اور فاضل پرزے بنانے والے کارخانے شامل ہیں کپڑے اور پٹ سن کے کارخانوں کے فاضل پرزوں کی تیاری کا انتظام کیا جا رہا ہے

نجی سرمایہ کاری کو ترقی دینے کے سلسلہ میں ایک بورڈ۔ ترقی سرمایہ کاری بورڈ کے نام سے قائم کیا گیا ہے

معدنی مسائل کا بورڈ حکومت نے معدنی وسائل کا بورڈ بھی قائم کیا ہے۔ جس کے ذمہ زیر زمین دولت۔ دریافت شدہ اور غیر دریافت شدہ دونوں ہیں۔ ابتدائی جائزہ سے معلوم ہوا کہ اس میدان میں بھی کافی گنجائش ہے بعض اہم دھاتیں دریافت کر لی گئی ہیں توقع ہے کہ آئندہ اس کے ذریعہ بھی غیر ملکی زرمبادلہ کمایا جا سکے گا۔ ضرورت پڑنے پر اس کام کے لئے بیرونی ماہرین کی خدمات لی جائیں گی۔ نیز پاکستانی طالب علموں کو بھی تربیت دی جائے گی

ترقی آزادی کے بعد سب سے زیادہ ترقی سوتی کپڑے کی صنعت کو ہوئی ہے۔ تقسیم ہند کے وقت ۸۱، ۱۷۷ تکلے اور ۴۸۲ ۲ ۳ کرگھے تھے۔ اب یہ بڑھ کر ۷۳۰ ۱۹۹۰۰ تکلے اور ۹۱۵ ۸ ۲ کرگھے ہو گئے ہیں۔ ۴۸۔۱۹۴۷ میں فی کس ۱½ گز کپڑا پڑتا تھا۔ لیکن اب ۱۲ گز کپڑا پڑتا تھا لیکن اب ۱۲ گز کپڑا پڑتا ہے

اون اور بٹے ہوئے اون کی صنعت

اس وقت اون کا کپڑا تیار کرنے والی ملیں ہیں اور اونی کپڑا بنانے والی ۱۱ ملیں ہیں۔ ان میں علی الترتیب ۲۰۰۰ اور ۱۳۷۰۰ تکلے ہیں ان کی پیداواری صلاحیت ۵۸۰۰۰۰ پونڈ اونی دھاگہ اور ۴۰۰۰۰۰ پونڈ بٹا ہوا اونی دھاگہ ہے۔ اگر درآمد کئے ہوئے اون کی کافی مقدار مل جائے تو ملک کی ضروریات کے لئے اتنے تکلے کافی ہیں

پاکستان میں ۳۰ ملین پونڈ خام اون مل سکتا ہے جس میں ۷ ملین پونڈ ملک ہی میں استعمال ہوتا ہے۔ جس سے زیادہ تر فوجی کمبل اور قالین بنتے ہیں اور باقی برآمد کے لئے ہوتا ہے۔ ملکی اون بٹے ہوئے اون کے کپڑے کے لئے زیادہ سے زیادہ موٹا ہوتا ہے۔ اسلئے یہ مال اس سے نہیں بنایا جا سکتا۔ لیکن اسکو اگر درآمد کئے ہوئے اچھے قسم کے اون کے ساتھ ملا لیا جائے تو اچھا اونی کپڑا تیار کیا جا سکتا ہے۔ جیسے کمبل۔ اور کوٹ وغیرہ۔

فضل عمر چیریٹیبل ڈسپنسری مارٹن روڈ کراچی کی کارگذاری

خدمتِ خلق کا شاندار کام

فضل عمر چیریٹیبل ڈسپنسری مارٹن روڈ کراچی کا افتتاح جناب این ایم خان صاحب چیف کمشنر کراچی نے ۸ مارچ ۱۹۵۹ء کو کیا تھا۔ اس وقت ۳۱ جولائی ۱۹۵۹ء تک یہ ڈسپنسری خدا تعالیٰ کے فضل سے تقریباً ۶۵۰۰ افراد کا علاج کر چکی ہے۔ جن میں سے بعض شدید نوعیت کے مریض بھی شامل ہیں۔ مریضوں کی تعداد ہر روز بڑھ رہی ہے۔ چنانچہ اس وقت ۱۵۰ سے زائد مریضوں کو ڈسپنسری سے روزانہ دوائی تقسیم کی جا رہی ہے۔

اس ڈسپنسری میں ایک ایم۔بی بی ایس۔ ٹی۔بی سپیشلسٹ ڈاکٹر شیخ عبدالواحد صاحب ہر وقت مریضوں کو دیکھتے ہیں۔ ایک کوالیفائڈ ڈسپنسر اور ایک اس کے اسسٹنٹ کام کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ لیڈی ڈاکٹر محترمہ مسز محمودہ نذیر صاحبہ بھی ہفتہ کے روز خواتین کے علاج کے لئے تشریف لاتی ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے ڈسپنسری میں ہر قسم کی دوائیں موجود ہیں۔ ایسی دوائیں بھی جو کوئی اور چیریٹیبل ڈسپنسری نہیں دیتی۔ فضل عمر چیریٹیبل ڈسپنسری سے تقسیم کی جاتی ہیں۔ ڈسپنسری میں سرجیکل آلات اور بلڈ پریشر کا آلہ بھی مہیا کیا گیا ہے تا مریضوں کو دور دراز ہسپتالوں میں جانے کی دقت سے بچایا جا سکے۔

(عبدالرشید کوثر ناظم ڈسپنسری مجلس خدام الاحمدیہ کراچی)

مجالس خدام الاحمدیہ راولپنڈی ڈویژن متوجہ ہوں

گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی نے مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۵۹ء تا ۲۸ اگست ۱۹۵۹ء پندرہ روزہ تربیتی کلاس کا انعقاد کا انتظام کیا ہے۔ جملہ مجالس خدام الاحمدیہ راولپنڈی ڈویژن کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ بھی اس مفید پروگرام میں شرکت کے لئے اپنے نمائندے بھجوائیں۔

اس کلاس میں مندرجہ ذیل مضامین پر بزرگان سلسلہ و علماء کرام سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تقاریر ہوں گی۔

(۱) قرآن مجید۔ منتخب شدہ سورتوں کی تفسیر قرآن مجید اور موجودہ سائنس اور آخری زمانہ کے متعلق قرآن مجید کی پیشگوئیاں اور ان کے ظہور پر تقاریر (۲) درس حدیث (۳) تصوف (۴) اخلاق (سیرت حضرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و حضرت مسیح موعود علیہ السلام) (۵) علم کلام (۶) مشعل راہ (۷) نظام احمدیہ (۸) فرسٹ ایڈ۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی)

مجالس انصار اللہ کے لئے یاددہانی

پارہ دوم نصف آخر کا امتحان ۶ ستمبر کو ہوگا

مجالس انصار اللہ نوٹ فرما لیں۔ پارہ دوم نصف آخر کا امتحان ۶ ستمبر بروز اتوار ہوگا مرکزی مجلس کے فیصلے کے مطابق کم از کم شمولیت اراکین ۵۰ فیصدی ہوگی۔ تمام زعماء اعلیٰ اور زعماء مجالس اس کے لئے پوری کوشش فرمائیں۔ اور ۲۰ اگست تک فہرست شاملین امتحان کی مرکزی دفتر میں بھجوا دیں۔ جو احباب لکھ پڑھ نہ سکتے ہوں ان کا امتحان زبانی لیا جائیگا ہر زعیم مجلس ان کا انتظام کرے (قائد تعلیم انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو تین بچیوں کے بعد پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ احباب جماعت و درویشان قادیان سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک۔ اور خادم دین بنائے اور یہ خوشی ہمارے لئے بابرکت کرے۔ آمین

(شریف احمد ڈیپو ہولڈر۔ کوٹ نندا سی۔ تھر پارکر)

۳۰ اگست ——— یوم تحریک جدید

جماعتہائے احمدیہ پاکستان و بیرون پاکستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد کی تعمیل میں کہ:۔

"میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ خیال ڈالا کہ تحریک جدید کے متعلق جو امور میں نے بیان کئے ہیں وہ ہر جماعت کے سامنے اس وقت تک کہ مشیت الٰہی ہمیں کامیاب کر دے۔ ہر چھٹے ماہ دوہرائے جانے چاہئیں"۔

۳۰ اگست ۱۹۵۹ء بروز اتوار یوم تحریک جدید مقرر کیا گیا ہے۔ تمام عہدیداران کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ابھی سے اس کی تیاری شروع کر دیں اور اس دن کو ہر طرح سے کامیاب بنانے کی کوشش فرمائیں۔ حسب ذیل پروگرام کو ملحوظ رکھا جائے۔

(۱) جلسہ:۔ تمام جماعتیں ایسے وقت جب کہ سب دوست سہولت سے اکٹھے ہو سکتے ہوں جلسے مقرر کریں جن میں مقررین حسب ذیل عنوانات پر تقاریر فرمائیں:۔

۱۔ تحریک جدید کی غرض و غایت اور اہمیت (۲) مطالبات تحریک جدید کی تشریح (بہتر ہوگا کہ مختلف مطالبات تقسیم کر کے مختلف مقررین کے سپرد کر دئیے جائیں (۳) بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام و احمدیت کی ضرورت۔ تحریک جدید کے ذریعہ یہ ضرورت کس طرح پوری ہو رہی ہے (۴) تحریک جدید کے مالی مطالبات یعنی چندہ تحریک جدید کے متعلق احباب جماعت کی ذمہ داریاں۔

(۲) وفود:۔ جلسہ کے بعد وفود کی صورت میں ایسے احباب کو جنہوں نے ابھی تک اپنا وعدہ ادا نہیں کیا جلد ادائیگی کی تحریک کی جائے۔ اسی طرح جو دوست تحریک جدید کے مالی جہاد میں شامل نہیں انہیں شامل کیا جائے۔

(۳) رپورٹ:۔ پانچ ستمبر تک آپ کی خاص کوششوں سے جو رقم جمع ہو وہ فوراً مرکز میں ارسال فرمائیں اور اپنی مساعی کی مفصل رپورٹ بھی ساتھ ارسال فرمائیں۔ تا حضرت اقدس کے حضور آپ کے لئے دعا کی درخواست کی جا سکے۔ یاد رکھیں آپ کی کارگذاری کا اندازہ نقد وصول شدہ رقم اور نئے شامل ہونے والے مجاہدین کی تعداد سے کیا جائے گا۔

(وکیل المال تحریک جدید۔ ربوہ)

شکریہ احباب

میری رفیقہ حیات صغریٰ بیگم کی وفات پر جن دوستوں رشتہ داروں محبوں نے مجھے افسوس۔ ہمدردی و دعا کے خطوط لکھے ہیں ان سب کا میں تہ دل سے شکر گذار ہوں۔

(بابو رحمت اللہ ٹنگ ساکن کھو کھر گھنوٹیاں ضلع سیالکوٹ)

اعانت الفضل

(۱) مکرم محمد یوسف صاحب بھاگیوری نے امسال میٹرک کا امتحان پاس کیا ہے اس خوشی میں مکرم یوسف صاحب نے ۲/- روپے بطور اعانت الفضل ارسال کئے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(۲) مکرم خیر محمد صاحب اکاؤنٹنٹ ڈیرہ غازی خان نے اپنے لڑکے کے امسال ایف۔ اے کا امتحان پاس کرنے کی خوشی میں مبلغ ۵/- روپے بطور اعانت الفضل ارسال کئے ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ یہ کامیابی آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ ہو۔ آمین

(۳) مکرم وحید الدین احمد صاحب کراچی نے اپنے اکلوتے لڑکے کی دوسری سالگرہ کی خوشی میں مبلغ ۵/- روپے بطور اعانت ارسال کئے ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ یہ خوشی اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔ اور بچہ کو صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

(۴) محترمہ امۃ الحئی خانم صاحبہ اہلیہ میرزا احمد صاحب کوئٹہ نے عزیزم احسان الحق خانصاحب کے امسال بی۔اے کی کامیابی کی خوشی میں ۵/- روپے بطور اعانت الفضل ارسال کئے ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ یہ کامیابی آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ آمین۔

(مینیجر روزنامہ الفضل ربوہ)

قیام پاکستان کے وقت ہم نے جو عہد کیا تھا اسے پورا کرنا ابھی باقی ہے

قوم کی خدمت کے لئے انفرادی اور اجتماعی کوششیں تیز کر دینے کی اپیل۔ گورنر اختر حسین کی نشری تقریر

لاہور ۱۵ راگست۔ مسٹر اختر حسین گورنر مغربی پاکستان نے یوم آزادی کے موقع پر ریڈیو پاکستان سے جو تقریر نشر کی اس کا مکمل متن حسب ذیل ہے :-

بارہ برس گذرے آج کے دن پاکستان معرض وجود میں آیا اور ہمیں برطانوی اقتدار اور ایک جابر اکثریت کے تسلط سے آزادی نصیب ہوئی۔ اس آزادی کی مبارکباد کو تازہ رکھنے کے لئے ۱۴ راگست کا دن "یوم آزادی" کے نام سے موسوم ہوا۔

یہ وہ مبارک دن تھا جب ہم نے اس خواب کی تعبیر دیکھیں جسے اقبال کا بلند پرواز تخیل عمر بھر دیکھتا رہا تھا۔ یہ وہ مبارک دن تھا جب محمد علی جناح کی سیاسی زندگی کی مسلسل جدوجہد بار آور ہوئی مگر اس آزادی کے حصول کے لئے ہمیں جو قربانیاں دینا پڑیں ان کی تلخ یاد بھی اس مبارک دن کی یاد سے وابستہ ہے۔ لاکھوں گھرانے برباد ہو گئے تاکہ ہمارا یہ نیا وطن آباد ہو لاکھوں چمن اجڑ گئے تاکہ پاکستان کا گلشن پھولے پھلے اس نعمت خداداد سے بہرہ مند ہو کر ہم نے عہد کیا کہ ہم پاکستان میں ایک ایسی حکومت قائم کریں گے۔ جو عدل و انصاف کے اصول اور اسلامی اخوت و مساوات کی بنیادوں پر استوار ہو گی۔ ہم پاکستان میں ایک ایسا اقتصادی نظام رائج کریں گے۔ جس میں امیر و غریب اور کمزور و توانا طبقوں کے مفاد میں کوئی تمیز نہ ہو گی ہم پاکستان میں ایک ایسا معاشری دستور نافذ کریں گے جس میں حاکم و محکوم اور آقا و مزدور کے حقوق میں کوئی تفاوت نہ ہو گا۔ غرض ہم پاکستان میں وہ کچھ کر دکھائیں گے۔ جو ہم ہندوستان میں نہ کر سکتے تھے۔ مگر یہ عہد ہم نے کس طرح اور کس حد تک پورا کیا اس پر پاکستان کے قیام کے بعد کی تاریخ گواہ ہے۔

وقت آ گیا ہے کہ ہم ان اسباب کا تجزیہ کریں جن کے باعث ہم اس عہد کو پورا نہ کر سکے۔ اور ان مقاصد کو پروئے کار نہ لا سکے جن کے حصول کے لئے پاکستان کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو نظام حکومت ہمیں ۱۴ راگست ۱۹۴۷ء کو ورثہ میں ملا۔ اس کا نسخہ انہیں اجزائے ترکیبی سے مرتب ہوا تھا جنہیں انگریزی سیاستدانوں نے ہندوستان میں برطانوی اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے تجویز کیا تھا۔

جنگ زرگری

متحدہ ہندوستان کے آخری انتخابات ۱۹۳۵ء کی اصلاحات کے مطابق ہوئے تھے اس لئے جو مجالس قانون ساز پاکستان کے حصے میں آئیں ان کے اراکین ایسے صاحب اثر اور بارسوخ لوگ تھے۔ جن کے حلقہ ہائے انتخاب کے باشندے کسی صورت میں بھی نہ تو ان کی مخالفت کر سکتے ہیں۔ اور نہ ان کے مقابلے میں ان مجالس قانون ساز کی رکنیت کیلئے امیدوار ہو سکتے تھے اور یا ایسے افراد جو ان بڑی بڑی برادریوں اور قبیلوں کے نمائندے تھے۔ جنہیں ان کے حلقہ ہائے انتخاب میں اکثریت حاصل تھی۔ اور پھر ان دونوں قسم کے نمائندوں کی ایک کامیابی ایک لازمی شرط پر منحصر تھی۔ اور وہ یہ کہ وہ حکام کی نظر میں ارباب نظم و نسق کی سیاست کے حامی اور مرید ہوں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ان اراکین میں ایسے لوگ بھی تھے۔ جنہوں نے پاکستان کو معرض وجود میں لانے کے لئے بڑی جدوجہد کی تھی۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کیا تھا۔ لیکن ان میں سے جو لوگ وزارت کے منصب جلیلہ پر سرفراز ہوئے ان کی سیاسی سیرت اسی پرانے نظام کے سانچے میں ڈھل گئی۔ اور مرتبے کی چکاچوند، ذاتی مفاد کے امکانات اور دار و گیر کے وسائل کی فراوانی نے ان پر کچھ ایسا جادو کیا کہ ان کی لوح دل سے خدمت خلق اور مفاد عامہ کا خیال یکسر مٹ گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے حکام کی نظامی قابلیت اور صلاحیت اس کسوٹی پر پرکھی جانے لگی کہ وہ کسی حد تک ان وزارتوں کی بیساکھی کے پرزے بن سکتے ہیں۔ یہ قصہ یہیں تمام نہ ہوا۔ ان میں سے وہ اراکین جو ابھی تک وزارت کے منصب پر فائز نہ ہوئے تھے۔ اور جنہیں ان کے اپنے اندازے کے مطابق مجالس کے قانون ساز میں اکثریت کی حمایت حاصل کی تھی۔ اس بھاگ دوڑ میں مصروف ہو گئے کہ اپنے حامیوں کی اکثریت سے فائدہ اٹھا کر وزارت کی گدی پر بیٹھ جائیں۔ اس اکثریت کو حاصل کرنے کا انہوں نے یہ طریقہ نکالا۔ کہ اپنے اپنے سیاسی حلقہ اثر میں اپنے ہمنواؤں کے گروہ بنا لئے اور انہیں پارلیمنٹری پارٹیز کے معزز نام سے موسوم کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجالس قانون ساز مختلف پارلیمنٹری پارٹیز کی جنگ زرگری کا اکھاڑہ بن گئیں اور ہر پارٹی کے اراکین مجالس قانون ساز کے سامنے ان کے ذاتی مفاد کا خوان نعمت بچھا کر ان کی حمایت اور تائید حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ اس کوشش کو انہوں نے جمہوریت کے آئینی حق کا بلند آہنگ لقب دیا۔ لیکن جمہوریت کے اس آئینی حق کو ان پارلیمنٹری پارٹیز نے کس طرح استعمال کیا۔ اس پر ہماری مجالس قانون سازی کی کارگزاریوں کی روئیداد ہی کسی تبصرے کے بغیر زیادہ روشنی ڈال سکتی ہے۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری مجالس قانون ساز نے اپنے طریقہ عمل سے ظاہر کر دیا کہ ان کے اراکین عوام الناس کے نمائندے نہ تھے۔ بلکہ صرف اپنی ذات اور اپنے حامیوں کے مفاد کے نمائندے تھے اور اس لئے انہوں نے عوام کے مفاد کو پس پشت ڈال کر صرف اپنے اور اپنے حامیوں کے مفاد کی خاطر حفاظت کی اور اس مقصود کے حصول کے لئے، ایسے وسائل اختیار کئے جو سراسر آئین جمہوریت کے متناقض اور جمہور کے مفاد کے منافی تھے۔

آئینی وراثت

سچ پوچھئے تو ہمیں ۱۹۴۷ء میں جو آئینی وراثت ملی وہ جمہوریت کے نام سے موسوم تو تھی۔ لیکن اس میں اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ ارباب نظم و نسق کو اس استحقاق سے مسلح کر دے کہ وہ اپنے اقتدار کے استحکام کے لئے ہر ممکن وسیلہ اختیار کر سکیں آخر کار یہ صورت حال اس امر پہ منتج ہوئی کہ ہمارے ارباب نظم و نسق اپنے آپ کو انگریز حاکموں کا جانشین سمجھنے لگے۔ اور اس بات کو بھول گئے۔ کہ ایک خارجی اور قومی حکومت میں اگر کوئی فرق ہے تو یہی کہ خارجی حکومت کے ارباب نظم و نسق ملک کے حاکم ہوتے ہیں اور قومی حکومت کے ارباب نظم و نسق اپنے وطن کے شہریوں کے خادم۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔ وہ عہد جو ہم نے کئے تھے اسی طرح ٹوٹتے رہے یہاں تک کہ رحمت باری جوش میں آئی اور وہ عہد جو اللہ نے اپنے ایماندار بندوں سے کر رکھا ہے پورا ہوا اور ۸ راکتوبر ۱۹۵۸ء کی صبح اس مبارک انقلاب کی نوید جانفزا لائی جس کی بدولت ہماری دنیا کیا سے کیا ہو گئی

اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے میدان عمل میں اترے جنہوں نے اس عہد کے ایفا کا بیڑا اٹھایا جو ہمارے رہنماؤں نے پاکستان کی بنیاد رکھتے وقت ملت اسلامیہ سے کیا تھا۔ حقیقت میں یہ انقلاب ان معنوں میں انقلاب نہیں تھا جسے عرف عام میں انقلاب کہتے ہیں اور جو بسا اوقات ملکوں کی بربادی اور قوموں کی تباہی کا پیش خیمہ بن جاتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملت کے قلب سے ایک پرسکون طوفان اٹھا۔ اور ابر رحمت بن کر پاکستان کی فضا پر چھا گیا۔ یہ ملت کی بیداری کے ارتقائی مدارج کی آخری منزل تھی جس پر ہمارا کارواں آخر کار جا پہنچا۔ جس طرح سورج کے نکلتے ہی رات کی تاریکی غائب ہو جاتی ہے سچ کے ظاہر ہوتے ہی جھوٹ کا طلسم ٹوٹ گیا۔ جمہوریت کے اس نام نہاد آئین کا محل جس نے پاکستان کو گیارہ برس تک ایک خواب و خیال کی دنیا بنا رکھا تھا آن واحد میں گر گیا اور وقت نے پاکستان کی عنان حکومت اس مرد مومن کے ہاتھ میں دے دی۔ جسے اس نے علم و عمل کی قوت دے کر اپنے ملک کی حکومت کا حقدار بنا دیا تھا۔

۸ راکتوبر ۱۹۵۸ء سے لیکر آج تک ان دس گیارہ مہینوں میں ہماری نئی حکومت نے ان تمام کوتاہیوں کی تلافی کرنے کی کوشش کی ہے۔ جن کے باعث پاکستان کی جنت ساحلی اس عروج کو نہ پہنچ سکی جس کی ہمیں آرزو تھی۔

مسائل کا حل

اس تھوڑے سے عرصہ میں پاکستان کے باشندوں کے ان سماشرتی اور اقتصادی مسائل کا حل تلاش کر لیا گیا ہے جو سلجھنے کی جگہ روز بروز اور زیادہ الجھتے جا رہے تھے۔ یہ موقع ان ضروری اقدامات کی تفصیل بیان کرنے کے لئے موزوں نہیں جن میں پاکستان اور پاکستان کے باشندوں کی بہبود اور خوشحالی مضمر ہے اور جن کی سرعت تمام تکمیل ہمارے پیش نظر ہے۔ لیکن میں صاف صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ گیارہ برس کے کفران عمل کی تلافی گیارہ مہینوں میں نہیں ہو سکتی اس میں کوئی شک نہیں کہ مہاجروں کی آبادکاری کے جو منصوبے تیار کئے گئے ہیں۔ ان پر بڑی عجلت اور تندہی سے عمل ہو رہا ہے زرعی اصلاحات کو عملی جامہ پہنانے کا پہلا دور ختم ہو چکا ہے۔ اور جو زمین بڑے بڑے مالکان اراضی سے حاصل ہونے والی ہے اس کی تقسیم کے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ اور بہت سی ایسی آفات جنہوں نے ہمارے وطن کے اقتصادی اور معاشری توازن کو درہم برہم کر رکھا تھا اب ناپید ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ ابھی ہماری منزل مقصود بہت دور ہے اور اس منزل کی راہ دکھانے کے لئے ہمیں اس یقین محکم۔ اس تنظیم اور اس اتحاد عمل کی ضرورت ہے جس کی مشعل پاکستان کے بلند مرتبت بانی نے روشن کی تھی۔

ترقیاتی پروگرام

ابھی ہمیں اپنی قومی آمدنی کے وسیع تر ذرائع تلاش کرنے ہیں۔ ابھی ہمیں اپنے وطن کے شہریوں کی انفرادی زندگی کی آسائشوں کا سامان بہم پہنچانا ہے۔ ابھی ہمیں اپنی زرعی پیداوار کو اس قدر بڑھانا ہے کہ وہ پاکستان کے باشندوں کی ضرورتوں کی کفیل ہو سکے ابھی ہمیں پاکستان کے دور افتادہ علاقوں میں رسل و رسائل اور آمد و رفت کے ایسے وسائل مہیا کرنے ہیں کہ ان کی زرعی اور معدنی دولت ملک کی مرکزی تجارت گاہوں تک پہنچ جائے ابھی ہمیں مشرقی اور مغربی پاکستان میں ایک ایسا فکری اور عملی اتحاد پیدا کرنا ہے جو پاکستان کے ان دو بازوؤں کے باشندوں کو اسلامی اخوت کی ایک زندہ مثال بنا دے ......

آئیے ہم سب مل کر اس عہد کی تجدید کریں اور اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو سرے سے وطن اور ملک کی خدمت کے لئے وقف کر دیں تاکہ ہمارا ملک تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے ایک مثال بن جائے اور ہم یوم حساب اپنے خدا اور اپنی قوم کے سامنے سرخرو ہوں

پاکستان پائندہ باد

ہر متروکہ کوٹھی صرف ایک دعویدار مہاجر کو منتقل ہوگی

متروکہ اوقاف کے انتظام کے لئے الگ ادارہ قائم کیا جائیگا

لاہور ۱۶ اگست - گزشتہ دنوں وزیر بحالیات لفٹیننٹ جنرل محمد اعظم خان کی زیر صدارت محکمہ آبادکاری کے اعلیٰ حکام کی منعقدہ کانفرنس میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ہر متروکہ بنگلہ کو ایک یونٹ تصور کیا جائے گا اور اس طرح اس کی ملکیت ایک ہی دعویدار مہاجر کے نام منتقل ہوگی۔

مغربی پاکستان کے سیٹلمنٹ کمشنر میاں ریاض الدین احمد نے کل ایک اخباری نمائندے کے استفسار پر اس فیصلہ کی اطلاع کی تصدیق کی اور اس سلسلہ میں وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ اگر کسی متروکہ بنگلہ پر ایک سے زیادہ دعویدار مہاجر قابض ہوں گے تو معاوضہ کے قانون کے مطابق اس کی ملکیت اس دعویدار کو دی جائیگی جس کے نام اس بنگلہ کی باقاعدہ الاٹمنٹ پہلے ہوئی ہوگی۔

آپ نے کہا کہ دراصل کانفرنس میں یہ اصول طے کیا گیا ہے کہ اگر کوئی بنگلہ ایک ہی خاندان کی رہائش کے لئے تعمیر ہوا تھا تو اس کی ملکیت زبردستی دو خاندانوں میں تقسیم نہ کیجائے آپ نے بتایا کہ تاہم اس فیصلہ کا یہ مطلب نہیں کہ ہر متروکہ مکان ایک یونٹ تصور ہوگا ـــــ بلکہ اگر کسی عام شہری متروکہ مکان پر ایک سے زیادہ دعویدار مہاجر خاندان قابض ہوں گے - اور ایک خاندان کی طرف سے دوسرے خاندان کے حصۂ مکان میں ناجائز مداخلت نہ ہوتی ہوگی تو پالیسی یہی ہے کہ اس مکان کی ملکیت تمام دعویدار قابض مہاجرین میں تقسیم کی جائے۔

میاں ریاض الدین نے اس پالیسی کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اگر کسی متروکہ منقولہ مکان کے دو حصوں میں دو دعویدار مہاجر خاندان قابض ہوں گے تو نچلے حصہ کی ملکیت ایک دعویدار کو ملے گی اور بالائی حصہ کے مالکانہ حقوق دوسرے دعویدار کو ملیں گے - آپ نے کہا کہ ابھی تک یہ طے نہیں ہوا کہ بالائی حصہ کی مالیت کس فارمولا کے مطابق مقرر ہوگی - اس مسئلہ پر غور ہو رہا ہے - اگر بالآخر یہ طے ہوا کہ بالائی فلیٹ کی مالیت سالانہ کرایہ کی چالیس گنا رقم نہیں ہونی چاہیئے - کیونکہ بالائی فلیٹ کا مالک بلڈنگ کی زمین کا مالک نہیں ہوگا ـــــ تو نئے فارمولا کے لئے معاوضہ کے قانون میں ترمیم کرنی پڑیگی۔

سیٹلمنٹ کمشنر میاں ریاض الدین احمد نے ایک اور استفسار پر بتایا کہ مغربی پاکستان میں تمام متروکہ جائیدادوں کو حق سرکار حاصل کرنے کے لئے آئندہ ہفتہ میں باقاعدہ اعلان ہو جائے گا - آجکل اس اعلان کا مسودہ صوبائی محکمہ قانون کے ماہرین کے زیر غور ہے۔

میاں صاحب نے کہا کہ موجودہ پروگرام کے مطابق کراچی میں متروکہ جائیدادیں مالکانہ حقوق منتقل کرنے کا کام ماہ رواں کے آخر میں شروع ہو جائے گا - اور مغربی پاکستان کے دوسرے علاقوں میں یہ کام مذکرہ اعلان کے اجراء کے تھوڑے دن بعد ـــــ غالباً آئندہ ماہ میں ـــــ شروع ہوگا

متروکہ جائدادیں

ریڈیو پاکستان کی اطلاع کے مطابق وزیر بحالیات جنرل محمد اعظم خان نے آج مری میں بتایا کہ متروکہ وقف جائدادوں کے انتظام کے لئے الگ ادارہ قائم کیا جائے گا تاکہ ان جائدادوں کی آمدنی کو سماجی بھلائی کے لئے استعمال کیا جا سکے۔

کمیونسٹ چین نے لداخ کے کچھ علاقہ پر قبضہ کرلیا

ہندوستان قبضہ کی خبر دبانے کی کوشش کر رہا ہے (مانچسٹر گارڈین)

لندن ۱۷ اگست - برطانوی اخبار "مانچسٹر گارڈین" نے اپنے نامہ نگار مقیم دہلی کی یہ رپورٹ شائع کی ہے کہ کمیونسٹ چین نے لداخ کے کچھ علاقے پر قبضہ کرکے یہاں ایک سڑک تعمیر کر لی ہے نامہ نگار نے لکھا ہے کہ ہندوستانی حکومت اس خبر کو دبانے کی کوشش کرتی رہی ہے

یہ امر قابل ذکر ہے کہ چین کئی سال سے لداخ سکم اور بھوٹان پر دعویٰ جتا رہا ہے - کچھ عرصہ سے چین نے ان علاقوں کو "آزاد کرانے" کی خواہش کا اظہار شروع کر رکھا ہے۔

سکم اور بھوٹان ہندوستان کے زیر حفاظت علاقے ہیں اور لداخ ریاست جموں وکشمیر کا ایک صوبہ ہے - لداخ کے بارے میں کمیونسٹ چین کا دعوےٰ اس حقیقت پر مبنی ہے کہ ۱۸۴۱ء تک یہ تبت کا حصہ تھا ۱۸۴۱ء میں کشمیر کے ایک ڈوگر سردار زورآور سنگھ نے لداخ کے بارے میں کمیونسٹ چین کا دعوےٰ اس حقیقت پر مبنی ہے کہ ۱۸۴۱ء تک یہ تبت کا حصہ تھا۔ ۱۸۴۱ء میں کشمیر کے ایک ڈوگر سردار زورآور سنگھ نے لداخ کو ریاست جموں وکشمیر سے ملا لیا تھا - اب ہندوستان کی حکومت لداخ کے اس نصف علاقے پر قابض ہے جسے زور سنگھ نے فتح کیا تھا - لداخ کا دوسرا نصف حصہ بلتستان پاکستان کے ماتحت ہے - جہاں تمام بلتستانی باشندے مسلمان ہیں - وہاں لداخیوں کی بھاری اکثریت بدھ مت پرست ہے اور ان کے عادات وخصائل تبتیوں سے ملتے جلتے ہیں۔

ولادت

اللہ تعالیٰ نے برادرم مکرم سید بشیر احمد شاہ صاحب منیجر دواخانہ خدمت خلق ربوہ کو مورخہ ۱۵ / ۵۹ کی شب پانچواں لڑکا عطا فرمایا ہے - نومولود کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "تبشیر احمد" تجویز فرمایا ہے - احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نومولود کو نیک صالح خادم دین بنائے اور عمر دراز عطا کرے - آمین
عبدالعزیز واقف زندگی ربوہ

تقریب رخصتانہ

ربوہ - مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۵۹ء بروز ہفتہ مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب مبلغ ہالینڈ کی صاحبزادی صادقہ مسرت صاحبہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی - ان کا نکاح مکرم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری نے عبدالمالک خان صاحب (ابن حضرت میاں محمد حسین خان صاحب ٹیلوماسٹر مرحوم) اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر ڈگیانے والا ملتان ڈویژن کے ہمراہ اڑھائی ہزار روپیہ مہر پر مورخہ ۱۴ اگست کو مسجد مبارک میں بعد نماز جمعہ پڑھا تھا - تقریب رخصتانہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے اجتماعی دعا کرائی۔

مورخہ ۱۶ اگست کو عبدالمالک خان صاحب کے برادر اکبر مکرم عبدالمنان خان صاحب ٹیلوماسٹر نے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا جسمیں بعض بزرگان سلسلہ بھی شریک ہوئے - دعوت طعام کے اختتام پر محترم قاضی محمد عبداللہ صاحب نے دعا کرائی۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر طرح خیر وبرکت کا موجب اور بیشمار ثمرات حسنہ بنائے - آمین +